کلمۂ طیبہ

مؤلفہ

جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب امام جامع بنارس

الحمد   بسم اللہ الرحمن الرحیم   النعمت

لا الٰہ الا اللہ
تعالیٰ شانہ تکرم

محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم

اما بعد

الفاظ ذیل روزمرہ گفتگو میں سب عام وخاص استعمال کرتے ہیں

(۱) ایمان ہے تو سب کچھ (۲) ایمان نہیں تو کچھ نہیں (۳) ایمان سے کہتا ہوں۔
(۴) ایمان سے کہو (۵) ایمان سے دو (۶) ایمان سے لو۔

یہ بالکل کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب اپنی یا دوسرے کی ایمانداری اور سچائی ظاہر کرنی مقصود ہوتی ہے تو اسی قسم کے الفاظ بولے جاتے ہیں اسیطرح لین دین یا اور کسی معاملہ میں گڑبڑ اور اختلافات ہوتا ہے اور کوئی تحریری ثبوت اور گواہی بھی نہیں ملتی ہے تو ایسے مشکل اور نازک موقعہ پر عموماً لوگ اسی ایمان ہی سے کام لیتے ہیں اور ایمان سے کہلا کر معاملہ کو طے وتمام کر دیتے ہیں کیونکہ ہر شخص اس کو جانتا مانتا ہے کہ ایمان بڑی چیز ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ لفظ ایمان کی یہ عظمت اور قدر و منزلت عام طور پر مشہور و معروف ہے۔ اب بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب ایمان کا صرف ظاہری نام اور وہ بھی بعض اوقات محض جھوٹے معاملات میں کام دے جاتا

ہے تو اصلی اور سچا ایمان کسقدر کام آئے گا۔ پس ہر مسلمان کو از روئے ایمان پورے اطمینان کے ساتھ یقین کر لینا چاہیئے کہ اصلی اور صحیح ایمان بلا کسی شک و شبہ کے دونوں جہان میں باعث امن و امان ہے۔ جیسا کہ یہ فرمان خود قرآن میں ہے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ ترجمہ مسلمانو! تم لوگ نہ سست رہو اور نہ غم کرو تم لوگ بلند و بالا رہوگے بشرطیکہ ایمان والے رہو۔ چونکہ اس بات کا خوب تجربہ ہو چکا ہے کہ لوگ صرف اتنا جانتے ہیں کہ ایمان بڑی چیز ہے لیکن یہ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ (۱) ایمان کیونکر آتا ہے (۲) کیا لاتا ہے (۳) کیا چاہتا ہے (۴) کیونکر جاتا ہے۔

لہذا نفع عام کے خیال سے انھیں چار باتوں کا جواب بطرز عجاب بامید ثواب ہدیہ احباب کرتا ہوں۔ خدا قبول فرمائے اور صحیح ایمان کی توفیق بخشے آمین

ایمان کیونکر آتا ہے

جب انسان سچے دل سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھکر خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور اوسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زبان سے اقرار کرتا ہے اوسی وقت وہ ایمان والا ہو جاتا ہے۔ پس ایمان کیلئے دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کی سخت ضرورت ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک نہ پایا جائے تو وہ معتبر نہیں۔ ایمان کو مثل ایک دیوار کے سمجھو جب حفاظت اور آڑ کرنا مقصود ہوتا ہے تو دیوار اٹھاتے ہیں جس کا کچھ حصہ اندر ہوتا ہے اسکو بنیاد کہتے ہیں اور کچھ حصہ باہر ہوتا ہے اسکو دیوار کہتے ہیں اسی طرح ایمان سے بھی مقصود خدا کے عذاب و غضب سے حفاظت اور آڑ کرنا ہے۔ پس اس کی بنیاد دل کے اندر ہونی چاہیئے اور زبان سے ظاہر کرنا چاہیئے۔

ایمان کیا لاتا ہے

غلامی کا طوق۔ اطاعت کی بیڑی۔ عبادت کا بوجھ اس لئے کہ بندہ نے کلمہ طیبہ پڑھنے کے ساتھ ہی خدا کی معبودیت اور صرف اُسی کا لائق عبادت ہونا مان لیا اور نہایت صاف لفظوں میں اسکا اظہار اور کھلا ہوا اقرار بھی کر لیا کیونکہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہی ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور عبادت کے معنے غلامی و فرمانبرداری کرنا اور ہر فرمانبرداری کیلئے فرمان و احکام کی ضرورت ہے جب تک حکم نہ ہو فرمانبرداری ہو نہیں سکتی اور ہر فرمان اور حکم کے لیے ایک فرمانروا اور حاکم کی ضرورت ظاہر ہے۔ پس خدا فرمانروا اور حاکم ہے اور اوسکے احکام اور قوانین مسائل شریعت ہیں اور بندے محکوم و فرمانبردار ہیں جب بندہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھکر اوسکے معبود اور قابل عبادت ہونیکا اقرار کرتا ہے تو اوس کا صاف اور صریح مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ بندہ اس بات کا اقرار اور اظہار کرتا ہے کہ اب تک میں خدا کے احکام سے غافل تھا اب آج اقرار کرتا ہوں کہ اوسکی عبادت یعنے خدائی احکام کی پابندی اور فرمانبرداری کرونگا چونکہ خدا کے کل احکام رسول کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں اسوجہ سے ضرورت پیدا ہوگئی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلے اللہ علیہ وسلم) پڑھکر آپ کے رسالت کا بھی اقرار کیا جائے اور اقرار رسالت کا منشا سوائے اسکے کچھ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم پر چلیں گے اور جس چیز سے منع فرمایا ہے اوس سے بچیں گے چنانچہ اس منشا کو خود خدا نے بھی ظاہر فرما دیا ہے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ پس کلمہ طیبہ پڑھنے کا یا یوں کہو کہ ایمان کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام شریعت پر عمل کیا جائے اور انکی غلامی اور فرمانبرداری میں کسی طرح قصور نہ کیا جائے ان کی مخالفت کرکے اونھیں ناخوش نہ کیا جائے خدا کی عبادت کا انحصار اور سارا دارو مدار رسول کی غلامی اور اونکی شریعت

کی فرمانبرداری میں ہے اور کلمہ طیبہ پڑھکر اسی غلامی کا اظہار اور فرمانبرداری کا نہایت مضبوط
اقرار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد ہر کافر اور مشرک کو مسلم یا مسلمان کہا جاتا
ہے جسکا لغوی اور اصلی ترجمہ فرمانبردار ہے پس اصلی اور سچا مسلمان وہی ہے جو شریعت کو مانتا
ہے شریعت پر چلتا ہے شریعت کی عزت کرتا ہے شریعت کی وقعت رکھتا ہے۔ پس شریعت
کی مخالفت کریگے یا شریعت کی توہین کرنیکے کوئی سچا مسلمان کیونکر ہوسکتا ہے ہرگز نہیں
ہرگز نہیں اور صرف نام کا مسلمان ہی کام کا نہیں وہ دعوی کرتا ہے مگر دلیل نہیں رکھتا
آج کل بہت گمراہ رہنماؤں کا یہ طریقہ ہوگیا ہے کہ وہ علانیہ شریعت طاہرہ کی ہجو اور توہین
کرکے اپنے دام میں پھنساتے اور گمراہ کرتے ہیں اون سے بہت بچنا چاہیئے۔ اسی کے ساتھ
یہ بھی سمجھ لو کہ اگر کوئی کافر اللہ تعالی کی بڑی سے بڑی تعریف اور عمدہ سے عمدہ توصیف
کرے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر وغیرہ کلمات شریفہ بھی سچے دلسے
پڑھے اگرچہ وہ سچے خدا کی سچی تعریف کرتا ہے مگر اوسکو مسلمان نہ کہا جائیگا۔ کیونکہ اس نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلامی اور اونکے احکام کی فرمانبرداری کا اقرار نہیں کیا
پس معلوم ہوا کہ صرف خدا کی تعریف اور ذکر کرنے سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مسلمان
ہونے کے لیئے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کے شریعت کی فرمانبرداری
کا اقرار بہت ضروری چیز ہے خدا طرف اپنی تعریف نہیں چاہتا بلکہ اپنے رسول کی غلامی چاہتا
ہے چنانچہ خداوند کریم نے اسکا خود ہی اعلان فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
الآیۃ ومن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ان آیات کریمہ سے یہ حقیقت بالکل بے نقاب
ہوجاتی ہے کہ خدا کی صرف تعریف اور ذکر سے کام نہیں چلتا بلکہ خدا کی معرفت اور محبت سے
کام چلے گا اور ان آیات قرآنیہ نے بتادیا کہ خدا کی معرفت اور محبت سب موقوف ہے
شریعت رسول کی اتباع واطاعت پر پس معلوم ہوگیا کہ وہ ایمان جس سے آخرت
میں نجات ابدی حاصل ہوگی وہ فرمانبرداری پر موقوف ہے اور حدیث شریف مَنْ
قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ کا یہی مطلب ہے جو لوگ صرف کلمہ پڑھنے سے بغیر

کسی عمل کے دخول جنت کی خوشخبری سنا دیتے ہیں وہ نہایت صریح دھوکہ دیتے ہیں اور کلمہ طیبہ کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ کلمہ لاالہ الا اللہ کے الفاظ خود عمل اور عبادت کا زبردست مطالبہ کر رہے ہیں اگر عمل کی ضرورت نہ ہوتی تو آیات واحادیث میں محض ترک اعمال اور نافرمانی احکام پہ جہنم کی سزا ہرگز نہ بیان کیجاتی ہاں صرف زبانی کلمہ خوانی کا اتنا اثر ضرور ظاہر ہوگا کہ بقدر نافرمانی عذاب پائیں گے اور مدت عذاب ختم ہونے پر جہنم سے نکالے جائیں گے کیونکہ مسلمان کلمہ گو کیلئے خلود یعنے ہمیشہ کا عذاب نہ ہوگا اور کافر و مشرک کیلئے ہمیشہ کا عذاب ہوگا اللہم اغفرلنا۔

ایمان کیا چاہتا ہے

دونوں جہان میں امن وامان اور ہر طرح کا چین واطمینان اور یہ بالکل مانی ہوئی بات ہے کہ امن وامان حاصل کرنے کی ضرورت اوسی وقت ہوتی ہے جب کسی طرح کا خوف دخطر پیدا ہوجاتا ہے اسوقت دفع خوف کیلئے خواہ مخواہ کچھ نقل وحرکت اور عمل ومحنت کی ضرورت پڑتی ہے دیکھو شیر یا سانپ کا خوف جب ہوتا ہے تو آدمی بھاگ جاتا ہے دیوار گرنے کا ڈر ہوتا ہے تو دور جاتا ہے دشمن کا خوف ہوتا ہے تو مقابلہ یا مقاتلہ کرتا ہے غرض حصول امن کیلئے کچھ نہ کچھ عمل ومحنت کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے اب دیکھنا چاہئے کہ انسان کیلئے دنیا میں کون سی خوفناک بات ہوتی ہے جسکے دفع کرنے کے واسطے ایمان لاتا ہے اسکی مختصر تشریح یہ ہے کہ جب انسان نفس وشیطان کے وسوسے میں آکر اور دنیا کے باغ وبہار میں پھنس کر طرح طرح کے خوفناک امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے یہانتک کہ اوسکے دماغ میں جنون ودیوانگی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ جو کرنا چاہئے وہ کرتا نہیں اور جو نہ کرنا چاہئے وہ کرتا ہے اوسکو حق وباطل میں نیکی بدی میں ثواب وعذاب میں فنا وبقا میں تمیز نہیں رہتی اوسکا دل بھی خراب ہوجاتا ہے جس نے مٹنے والی اور چھوٹ جانے والی نقصان پہونچانیوالی

تکلیف دینے والی چیزوں کیطرف خوب رغبت کرتا اور دل لگاتا ہے اور باقی رہنے والی ساتھ جانے والی فائدہ پہونچانے والی آرام دینے والی چیزوں سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہے وادی پرخطر اور دشت پر خار میں قدم رکھنے کے لئے اور غار میں گرنے کیلئے تیار رہتا ہے گلزار پر بہار سے انکار کرتا ہے مخلوق کو خالق سمجھتا ہے اور اصل خالق سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا جس سے بندہ و خدا میں کوئی رشتہ و رابطہ نہیں رہتا یہ وہ مرض ہوتا ہے جیسے مریض اپنے کو تندرست سمجھتا ہے اور تندرستوں کو بیمار اور صحت کو آزار جانتا ہے اس بد دماغی سے جو دیوانگی اور اس بد دلی سے جو فسادات پیدا ہوتے ہیں انکے رفع دفع کیلئے اور ان سے امن و امان حاصل کرنے کے لیے ایمان لانے کی ضرورت ہوتی ہے ان امراض فاسدہ کا تنہا علاج اور ان سے بچنے کی اصلی اور نہایت کافی تدبیر یہی ایمان ہے بشرطیکہ صحیح ایمان سے کام لیا جائے اور کلمہ ایمان سے جتنا اقرار کیا جاتا ہے وہ کر کے دکھایا جائے تو خود اندازہ کریگا کہ کیسی پاک صاف زندگی بسر ہوتی ہے۔

ایمان کیونکر جاتا ہے والعیاذ باللہ

جب توحید یا رسالت یا ان کے متعلق جو ضروری باتیں ہیں جنکو ضروریات دین کہتے ہیں انکا انکار کرے یا انکار نہ کرے بلکہ ہلکا سمجھے یا کسی طرح کی توہین کرے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے نعوذ باللہ اسی طرح بعض اعمال اور عقائد اتنے بڑے ہیں کہ انکی وجہ سے باوجود اقرار ایمان کے ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ جیسے بتوں کے سامنے سجدہ کرنا یا نماز کو ضروری نہ جاننا یا وضو کو ضروری نہ جاننا وغیرہ تمام فرائض قطعیہ کا انکار کفر ہے لہذا مسلمانوں کو پوری کوشش کرنی چاہیے کہ وہ کبھی دولت ایمان سے محروم نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ایمان جیسے بہت جلد آتا ہے ویسے ہی جلد جاتا ہے اسکی شان فیاضی اور وسعت عالمگیری کا یہ عالم ہے کہ ادنیٰ سے

ادنیٰ درجہ کا آدمی اگر عزت وقدر ومنزلت سے اسکا خواہشمند ہو تو بلا لحاظ ملک وقوم بلا رعایت رنگ وروپ بلا امتیاز امیر وغریب بلا تخصیص زمان ومکان ہر جگہ ہر وقت ہر شخص کو حاصل ہو جائے گا اسی تفصیل ووسعت کے ساتھ جب اور جہاں اور جو اسکی عزت وقدر نہ کرے گا وہاں ایک لمحہ کیلئے نہیں ٹھہرتا غرض تعظیم وعزت سے اسکا آنا اور توہین وذلت سے اسکا جانا ضروری بات ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اسکے حفاظت کا طریق بتا دیا جائے اس کا نشیب وفراز سمجھا دیا جائے حدود واطراف سے آگاہ کر دیا جائے اصول بقا اور منازل ارتقا کو ظاہر کر دیا جائے تاکہ لاعلمی یا بے خیالی میں اس سے محرومی کا بدنما داغ نہ لگ جائے۔ پہلے معلوم ہو چکا کہ ایمان دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے اور اسکا منشا سوا تعظیم اللہ ورسول کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ دل میں جسکی عزت وتعظیم ہوتی ہے اوسکی بات ضرور تسلیم کیجاتی ہے اب تک یہ بات دیکھی نہیں گئی کہ انسان دل سے جسکی عزت وتعظیم کرتا ہو اور اوسکی بات تسلیم نہ کرتا ہو پس ایمان کا انحصار اور سارا دار مدار تعظیم وتسلیم دو چیزوں پر ہے ان دونوں میں یا صرف ایک میں کوئی قصور ہوگا ایمان رخصت ہو جائے گا نعوذ باللہ۔ ان دونوں کی مختصر تشریح بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اول تعظیم ہے جب خدا یا رسول کی ذات میں یا صفات میں یا احکام میں کسی طرح سے مذاق یا توہین کرے گا کفر لازم ہو جائیگا قران کریم نے خود انھیں تین چیزوں کے متعلق ایک زبردست قانون بتایا ہے۔

قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (توبہ پ [illegible])

کہدیجئے کیا تم لوگ اللہ کے ساتھ اور اوسکے آیات و احکام کیساتھ اور اوسکے رسول کے ساتھ دل لگی کرتے ہو باتیں نہ بناؤ تم تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے

آیہ کریمہ میں استہزا یعنی توہین وتمسخر اپنی عام ہے قول سے ہو یا فعل سے زیادہ ہو یا کم۔ اعتقاد سے ہو یا بلا اعتقاد یعنے کلمہ کفر بول کر کوئی کہے کہ یہ میرا اعتقاد نہیں ہے یہ سب صورتین

بالاجماع کفر ہین اونمین اوس حکم کسی کا اختلاف نہیں (شامی) ہان حالت دیوانگی و نشہ
اور بھول چوک یا اکراہ تام کی مجبوری میں کلمات کفر سے حکم کفر نہیں ہوتا۔ آج کلمہ بوجہ
جہالت کے عام طور پر جو کلمات کفر لوگوں کی زبان سے نکل جاتے ہیں اون کو لکھتا
ہون تاکہ مسلمان اون سے بچیں۔ مسئلہ جب کوئی عرصہ سے بیمار رہتا ہے یا بہت بوڑھا
ہوجاتا ہے اور وہ نہیں مرتا تو اکثر لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ معلوم نہیں اللہ میان کہان
بھول گئے ہین معاذ اللہ یہ کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ یہ کہنا کہ آسمان پر خدا اور زمین
پر آپ یا فلان یہ کفر ہے (عالمگیری) اسی معنی میں یہ قول بہت لوگ کہا کرتے ہیں کہ اوپر
اللہ نیچے پنچ۔ ایسا ہرگز نہ کہنا چاہیے مسئلہ یہ کہنا کہ خدا یہ جھوٹ تمکو مبارک کرے
کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ کسی نے کوئی گناہ کا کام کیا لوگوں نے منع کیا تو جواب دیا
کہ اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یہ کفر ہے (عالمگیری) کیونکہ گناہ کو اسلام کہدیا۔
مسئلہ اگر کہا کہ خدا ہی حکم دیتا تو نہ کرتا۔ یا کسی نے کہا کہ ہم تم خدا کے حکم پر چلیں
اوس نے کہا کہ میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا کفر ہے (عالمگیری)
مسئلہ کسی نے کہا کہ انشاء اللہ یہ کام تم کروگے اوس نے کہا کہ میں بے انشاء اللہ
کرونگا کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ پیغمبرون کی سنت کی توہین کرنی یا اوس سے
نفرت ظاہر کرنی کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ ڈاڑھی مونچھ عمامہ کی توہین اور طعن
یا ہجو چونکہ سنت رسول ہے کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ کوئی شرعی فتوی یا شرعی
مسئلہ پیش کیا گیا اوس نے فتوی کو زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ یہ کیسی شریعت ہے
یا یہ کہا کہ میں رسم و رواج کے موافق کام کرتا ہون نہ شرع کے موافق یہ کفر ہے (عالمگیری)
مسئلہ کسی نے مسئلہ طلاق پوچھا مفتی نے کہا کہ طلاق واقع ہوگئی اوس نے کہدیا کہ میں
طلاق ملاق نہیں جانتا مجھے بچوں کی ماں سے مطلب ہے یہ کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ
یہ کہنا کہ نماز پڑھتا ہوں مگر کچھ حاصل نہیں یا ہم نے نماز پڑھکر کیا پایا یا یہ کہنا کہ نماز پڑھکر
کیا کرون یا یہ کہا کہ پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے یہ سب کفر ہے۔ مسئلہ جو حرف

رمضان میں نماز پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنا بھی بہت ہے کفر ہے مسئلہ علماء دین کی توہین کرنا یا اونکی نقل کرنا کسی کو فرضی عالم بناکر منبر یا اونچی جگہ بٹھانا اور اوس سے مذاق کے طور پر مسائل پوچھنا پھر اوسے تکیہ وغیرہ سے مارنا کفر ہے (عالمگیری) مسئلہ کفار کے میلے اور تہواروں میں شریک ہونا اون کے میلے اور جلوس کی شان وشوکت بڑھانا رام لیلا یا جنم اشٹمی اور ہولی دیوالی میں شرکت کرنا اونکے رسم و رواج کی پابندی کرنا کفر ہے (عالمگیری)

کفر و شرک سے بچنے کی دعا

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مرتبہ روزانہ یہ دعا پڑھ لیا کرو شرک سے محفوظ رہوگے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبْ

دوسری چیز تسلیم ہے یعنے احکام شرعیہ کو مان لینا اونمیں جو فرض ہیں اونکی فرضیت کا قائل رہنا۔ کیونکہ اگر فرض جانتے ہوئے نماز نہ پڑھے گا یا روزہ نہ رکھے گا تو صرف گنہگار ٹھہرے گا لیکن جب یہ کہدیگا کہ یہ فرض نہیں ہے کافر ہوجائیگا پس مسلمان کے لائق یہی بات ہے کہ اگر وہ فرائض الٰہی کو بدنصیبی سے نہیں کرسکتا تو اوسپر شرمندہ رہے اور سوچا کرے کہ میں ایسا کمبخت بدنصیب ہوں کہ خدا و رسول کی غلامی کے لائق نہ تھا مگر کسی فرض کا انکار نہ کرے کہ یہ کفر صریح ہے علاوہ اسکے یہ بھی امید ہے کہ اگر فرض کو فرض اور ضروری جانتا مانتا رہے گا تو کبھی نہ کبھی ادسکو کرے گا مگر جب فرض ہی نہ جانیگا تو اوسطرف کبھی رخ بھی نہ کریگا۔ خلاصہ یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے ایمان آتا ہے خدا کی عبادت اور شرع کی اطاعت کا حکم ساتھ لاتا ہے اور دین کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور دوسروں کو دین سے رکھنا چاہتا ہے اور شریعت کے ضروری

امور فرائض کے انکار سے یا امور شرعیہ کے توہین سے جاتا ہے پس خوب
یاد رکھو کہ ایمان قطعاً و یقیناً عمل چاہتا ہے پس احکام شرعیہ ضروریہ کو چھوڑ
کر صرف زبانی کلمہ خوانی کی بنا پر مسلمان کہلانے سے نہ دائمی نجات ہو سکتی ہے
نہ ابدی فلاح نہ دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے نہ صلاح اسکا بہترین ثبوت
یہ ہے کہ قرآن کریم نے اٰمَنُوا کیساتھ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بھی ملا دیا ہے ۔
اب آخر میں یہ بھی سمجھ لیں کہ ایمان عبادت کا ایک عہد و پیمان ہے بندگی کا پکا وعدہ
اور غلامی کا معاہدہ ہے اگر ایمان کے بعد وعدہ خلافی اور بد عہدی کی گئی اور
اللہ کے عبادت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو ایمان کیلئے سخت خطرہ ہے حدیث میں
ارشاد ہوا لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَھْدَ لَہٗ بنی اسرائیل اسی وعدہ خلافی کیوجہ سے
لعنت اور قساوت دو طرح کے وبال اور عذاب میں مبتلا کیے گئے جیسا کہ
ارشاد ہوا فَبِمَا نَقْضِھِمْ مِّیْثَاقَھُمْ لَعَنّٰھُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَھُمْ قٰسِیَۃً
یعنی ہم نے ان کی وعدہ خلافی کی وجہ سے اون پر لعنت کر دی اور ان کے
دلوں میں قساوت پیدا کر دی لعنت کے معنے رحمت سے دور کر دینا چونکہ
شریعت کے کل احکام ہمارے لئے رحمت ہیں پس اس لعنت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
بندہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ سے غافل ہو جاتا ہے اور خدا کے آگے سر جھکانے
سے محروم رہتا ہے اوسکے دربار میں حاضری دینے سے قاصر رہتا ہے احکام شرعیہ
سنکر گھبراتا ہے اوسکے تعمیل سے نفرت کرتا ہے اور اوسکے فرائض سے بے پروا
ہو جاتا ہے انجام یہ ہوتا ہے کہ شریعت کی ہجو اور توہین شروع کر دیتا ہے احکام
شرعیہ کی تاویل و تردید کرنے لگتا ہے اپنی بداعمالی پر پردہ ڈالنے کے لئے عشق
محبت کی آڑ میں چھپتا ہے اور فقیروں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے تاکہ لوگ
مائل ہوں لوگ جن گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہیں انکی موافقت کر کے اپنا ہمخیال
بناتا ہے لوگوں کو شریعت سے آزادی ہوتی ہے نماز و جماعت سے فرصت

طلمہ ہے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تک پہونچنے کا یہ بہت سیدھا راستہ ہے **دوسری چیز قساوت** ہے اسکے معنے سخت اور سیاہ دل ہونا اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ آخرت کا صریحی نفع چھوڑتا ہے اور جو چیزیں اسکو جہنم کے سخت عذاب میں گرفتار کرنے والی اور انتہا سے زیادہ ذلیل ورسوا کرنے والی ہیں اون سارے برائیوں کو شوق ومحنت سے اسطرح جمع کرتا ہے جیسے کوئی دولت اور بھلائی جمع کرتا ہے اوس کے سخت دلی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اوسکو کتنے ہی موثر الفاظ اور دلکش انداز میں سمجھایا جائے مگر ساری آوازیں اوسکے لئے بیکار اور تمام نصیحتیں بے سود ثابت ہوتی ہیں پس جب کوئی زبیندار ہو یا امیر صوفی ہو یا فقیر نماز وجماعت وغیرہ احکام شریعت کا پابند نہو تو سمجھ لو اور یقین کر لو کہ یہ بوجہ وعدہ خلافی اور بدعہدی لعنت اور قساوت کے عذاب میں مبتلا ہو گیا ہے جب تک سچا توبہ کر کے گناہوں کو نہ چھوڑے گا اور شریعت کا دامن نہ پکڑے گا اس عذاب سے نجات نہ ملیگی توبہ کے متعلق جو بہت ضروری شرائط ہیں اون کو معلوم کرنے کیلئے میں سفارش کرتا ہوں کہ میرا رسالہ استغفر اللہ ضرور دیکھئے اور دعا کیجئے کہ ہم سب پر اللہ اپنا رحم فرمائے۔

محتاج رحمت محمد ابراہیم غفرلہ پچی باغ بنارس۔

فہرست رسائل مفیدہ مصنفہ مولانا محمد ابراہیم صاحب بنارسی

سبیل جنت۔ یہ صحیح معنی میں مسلمان بنانیوالی ہے تمام عقائد کو قرآن سے ثابت کیا ہے مدارس میں طلبہ پڑھتے ہیں ۲/

جامعہ نافعہ اس میں رجب کا ہزاری روزہ شب برات کے اعمال رمضان کے متعلق انمول نصیحتیں ہیں ..... ا/

سبحان اللہ مع استغفر اللہ بہشتی دروازہ تسبیح واستغفار وتوبہ کی نادر تحقیقات ۴/

جنت کی کنجی نماز کی تاکید بطرز جدید۔ ۳/

دعاء المرسلین ا/ النور اللطیف ۔ ۲/

خوبی تقدیر ۲/ رضاء یا امام اعظم ا/ غریب نواز ۔ مدینہ کی حکمت ۔ شہادۃ ابجد ا/ سفر موجب ظفر ۔ بموت صادقہ ۔ قادیانی کی جھوٹ ۔ قادیانی تکفیر ۔ محرم کی فضیلت

ملنے کا پتہ۔ محمد اسحاق بن جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب محلہ پچی باغ۔ بنارس۔